1400



بچوں کے لئے ڈراما

محنت

از

محمد عبدالغفار مدھولی، اُستاد مدرسہ ابتدائی

جامعہ ملیہ اسلامیہ، دہلی

مکتبہ جامعہ
دہلی، نئی دہلی، لاہور، لکھنؤ، بمبئی

بار سوم ۲۰۰۰

قیمت ۸ر

(۳)

سنہ ۱۹۲۵ء

دیال پریس دہلی۔

اشخاص ڈراما

(جس ترتیب سے وہ اسٹیج پر آتے ہیں)

۱۔ انور — قصبہ کا ایک زمیندار

۲۔ اشرف — انور کا دوست

۳۔ احمد — فقیر کا لڑکا

۴۔ صادق — چق بیچنے والا

۵۔ مُصور — صادق کا چھوٹا لڑکا۔ عمر ۵ سال

۶۔ دوست — صادق کا دوست

۷۔ مہمان — صادق کا مہمان

۸۔ منو — صادق کا بڑا لڑکا۔ عمر ۱۴ سال

۹۔ بالی

۱۰۔ منصور — انور کا چھوٹا بیٹا۔ عمر ۵ سال

۱۱۔ پریس مین — مطبع کا ایک ملازم

۱۲۔ ستو — دستی پریس پر ڈنڈا گھمانے والا۔

۱۳۔ مزدور — دوسرا ڈنڈا گھمانے والا

۱۴۔ چند طالب علم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محنت

پہلا حصّہ

پہلا منظر

(انور کا باغیچہ۔ انور پودوں کو پانی دے رہا ہے۔ انور کا دوست اشرف داخل ہوتا ہے)

اشرف۔ محنت۔ محنت، دن رات محنت۔

انور۔ (مڑ کر) اخاہ۔ اشرف صاحب۔ تشریف لائیے (پھر پانی دیتا ہے۔)

اشرف۔ آخر محنت کی کوئی حد بھی ہے؟

انور۔ (پانی دیتے ہوئے) کیوں نہیں۔

اشرف ۔ خیر۔ میں اس نئی بحث میں پڑنا نہیں چاہتا۔ میں توکل والی بحث
کا فیصلہ چاہتا ہوں ۔

انور ۔ (کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) ہاں۔ آپ کرسی پر تشریف
رکھئے بس ایک ہاتھ اور رہ گیا ہے کوئی پانچ منٹ اور صرف
ہوں گے۔ بس میں ابھی آیا۔ (گملے کی مٹی نرم کرتا ہے)

اشرف ۔ (کرسی پر بیٹھ کر اخبار "مزدور" کا مطالعہ کرتا ہے)

انور ۔ (ہاتھ منہ دھو کر چہرہ کو تولیہ سے صاف کرتے ہوئے) سنائیے جناب

اشرف ۔ آپ بیٹھ جائیے

انور ۔ (تولیہ کو ایک طرف رکھ کر بیٹھ جاتا ہے)

اشرف ۔ تو کیا اب تک آپ اسی بات پر اڑے ہوئے ہیں کہ صرف رفتہ
رفتہ محنت و مشقت کرنے سے انسان دولت مند بن سکتا ہے

انور ۔ آپ ایک بات اور چھوڑ گئے ہیں۔ نہ صرف دولت مند بلکہ کامیاب
انسان ۔

اشرف ۔ آپ واقعات سے چشم پوشی کرتے ہیں۔ میں اب بھی کہتا ہوں
کہ دولت مند بننے کے لئے محنت سے کہیں زیادہ نصیب کی

ضرورت ہے، دولت مند کے بیٹے ہمیشہ دولتمند ہوتے ہیں
روپیہ انسان کے حوصلے کو بڑھاتا ہے۔ جس تدبیر کی تکمیل کے
لئے ایک مزدور دن رات خواب دیکھا کرتا ہے۔ روپیہ چند لمحوں
میں اس کی تعبیر دکھاتا ہے۔

انور ۔ مگر جس محنت و مشقت سے ایک مزدور اپنی تدبیریں کامیاب
ہوتا ہے۔ اس کی حقیقی مسرت کو کون پا سکتا ہے؟

اشرف ۔ یہ سب دل بہلانے کی باتیں ہیں ۔

انور ۔ علاوہ ازیں روپیہ کا مصرف ۔

اشرف ۔ (بات کاٹ کر) بس لے دے کے ایک مصرف کا بہانہ رہ گیا
ہے جس کی آپ ہمیشہ آڑ لیا کرتے ہیں ۔

انور ۔ خیر تو اس قصے کو یوں ختم کیجئے کہ کسی غریب پیشہ ور کو آپ اکٹھا
روپیہ دیدیجئے اور اس کی توقع رکھئے کہ وہ بہت جلد امیر
کبیر بن جائے گا۔ برخلاف اس کے میں ایک غریب لڑکے
کو محنت کرنی سکھاتا ہوں۔ دونوں کا انجام آپ کے سامنے
ہوگا۔

اشرف۔ میں بھی آج یہی سوچ کر گھر سے چلا تھا۔

(دروازے پر فقیر کے لڑکے کی صدا آتی ہے)

لڑکا۔ (فقیرانہ لباس میں آواز لگاتے ہوئے)

دے دے خدا کی راہ میں پیارے ہمت ہو گر دینے کی
چاہے اگر تو مانگ لے اُس سے ہمت ہو گر لینے کی
دے دے ——————

انور۔ دیکھئے ایک غریب کا لڑکا روزانہ اس وقت بھیک مانگنے آتا ہے۔
میں اسی کو راہ راست پر لانے کی کوشش کروں گا۔

اشرف۔ بہتر ہے۔ آپ اپنا کام شروع کر دیجئے۔ اس کے بعد ہی کسی
غریب پیشہ ور کا انتخاب کرکے میں آپ کے سامنے بہت
سارا روپیہ لا کے دوں گا۔

(دروازے کے قریب آکر)

دے دے خدا کے راہ میں پیارے ہمت ہو گر دینے کی
چاہے اگر تو مانگ لے اس سے، ہمت ہو گر لینے کی
دے دے ——————

انور۔ (آواز دیتے ہوئے) بچے ——— ادمیاں ———
اندر آؤ۔

لڑکا ۔ اجی میں فقیر ہوں۔

انور ۔ ڈرو نہیں۔ دیکھو یہ باغ ہے۔ تمھیں یہاں سے روٹی مل جائے گی۔

لڑکا ۔ اجی مجھے پیسہ چاہیئے۔ (لڑکا باغ میں جاتا ہے)

انور ۔ ایک ہی بات پر ——— یہ بتاؤ تم تو اچھے خاصے ہو (لڑکے کے ہاتھ کو دیکھتے اور ہلاتے ہوئے) دیکھو کیسے مضبوط ہو چہرہ پر گرد ہے اسے دھو لو تو کتنے خوبصورت معلوم دو گے۔

لڑکا ۔ (ہاتھ چھڑاتے ہوئے) بابو جی پیسہ دے دو۔

انور ۔ ہاں پیسہ مل جائے گا۔ لیکن تم محنت کیوں نہیں کرتے

لڑکا ۔ بابو جی پیسہ دے دو۔ (جانے لگتا ہے)

انور ۔ (آواز دیتے ہوئے) بچے سنو (چمکار کر) تم کچھ لکھ پڑھ بھی سکتے ہو۔

لڑکا ۔ (جو تھوڑا بہت لکھ پڑھنا جانتا ہے) اجی بالکل نہیں۔ میں نے تو مدرسہ دیکھا بھی نہیں۔

انور ۔ اگر تمھیں لکھنا پڑھنا سکھادیں تو۔
لڑکا ۔ (پہلی طرز میں) بابوجی پیسہ دے دو۔
انور ۔ ہاں ہاں پیسہ لے لو۔ اچھا ہمارا ایک گملا سوکھا پڑا ہے اس
میں پانی دے دو اور پیسہ لے جاؤ
لڑکا ۔ بابوجی میرا باپ بھوکا ہے۔ بہت دیر کا نکلا ہوں پیسہ دے دو۔
انور ۔ کونسی دیر ہوئی جاتی ہے۔ بابا سے کہدینا کہ ایک صاحب
نے کام سے روک لیا تھا
لڑکا ۔ اجی ایسی بات سے میرا باپ مارتا ہے۔ ایک دفعہ وہ جو بابو
جی ہے نا ـــــ (کسی طرف اشارہ کرتے ہوئے) بولے ـــــ
لکڑی گھر پہونچا آ ـــــ پیسہ دے دوں گا ـــــ میں لکڑی پہونچا
کر باپ کے پاس پیسہ لے گیا ـــــ بابا خفا ہوا بولا ـــــ مانگنے
سے تو چار پیسے مل جاتے ہیں ـــــ تو محنت کرکے ایک پیسہ لایا
ایسے کام مت کیجیو ـــــ بس مانگے جا۔
اشرف ۔ دیکھا جناب۔ محنت آسانی سے قبول کی جاتی ہے کہ روپیہ
انور ۔ (لڑکے سے) خیر ـــــ میں ایک پیسہ کی بجائے دو پیسے دونگا۔

تیرا باپ بھی خوش ہو جائے گا۔ لو (فوارہ دیتے ہوئے)
فوارہ لو اور پانی دو۔

لڑکا (خوش ہو کر) اللہ بابو جی کا بھلا کرے،

لڑکا فوارہ لے لیتا ہے۔ دونوں انور اور اشرف ایک طرف
ہو جاتے ہیں۔

لڑکا۔ (لڑکا فوارے سے پانی دینے کے بعد) بابو جی پیسے دے دو۔

انور۔ (پیسے دیتے ہوئے) لو پیسے۔ شاباش (پیٹھ ٹھونکتے ہوئے)
ہمارے ہاں روز آیا کرو اور اسی طرح پیسے لے جایا کرو۔

لڑکا۔ اچھا بابو جی (جاتے ہوئے)

دے دے خدا کی راہ میں پیارے ہمّت ہو گر دینے کی
چاہے اگر تو مانگ لے اس سے ہمّت ہو گر لینے کی
دے دے ——————

(پردہ)

دوسرا منظر

صادق ۔ چق فروش کا چھوٹا سا گھر۔ الگنی پر میلے کچیلے کپڑے پڑے ہیں۔ صادق چقوں کی مرمت کر رہا ہے۔ چھوٹا لڑکا قریب میں کھیل رہا ہے۔

صادق ۔ (چق ٹھیک کرتے ہوئے) آج کل بجار کتنا مندا ہے آدمی ڈوے ڈولے پھرتے ہیں۔ کوئی کوڑی کو نہیں پوچھتا ہے اللہ تیرا شکر ہے ــــ چار چھ آنے روز مل جاتے ہیں بال بچوں کا گجارا ہو جاتا ہے ــــ مگر جی یہ بھی کوئی جندگی ہے لوگ مجھے اڑاتے ہیں ــــ انھیں کاہے کا فکر ــــ کال پڑے یا آدمی تباہ ہو جائیں انھیں کیا لینا کسی نے امیر سے پوچھا ــــ بھیا کال پڑا ہے۔ گھبرا کر کہنے لگے ــــ کھیر کھی کھچڑی تو کہیں نہیں گئی

(انور اور اشرف داخل ہوتے ہیں)

اشرف ۔ دیکھئے یہی شخص ہوا تھا ... لگا

انور۔ مناسب ہے۔

صادق۔ (اپنے آپ سے) اللہ اگر مجھے من مانا روپیہ مل جائے تو امیر کبیر بن جاؤں۔ گریبوں کی دیکھ بھال کروں۔ محل بنواؤں ـــــ گھوڑے گاڑی رکھوں۔ ـــــ سواری میں سیر کو جایا کروں ـــــ اس بچے کا بیاہ (بچے کی طرف اشارہ کرکے) دھوم سے رچاؤں ـــــ اگر کوئی پاجی بچے سے میرے ساتھ بولے تو ایسی لگاؤں (بے خبری) میں بچے کی طرف الٹا ہاتھ مارتا ہے۔ بچہ روتا ہے انور اور اشرف ہنستے ہیں ـــــ صادق جلدی سے بچے کو گود میں اٹھا لیتا ہے)

صادق (چمکارتے ہوئے) ہائے میرے لال کو ـــــ تجھے کس نے مارا ـــــ کون چڑیل آئی تھی ـــــ وہ کون موا تھا ـــــ (بچے کو بہلانے کے لئے اوپر اشارہ کرتے ہوئے) ہش ہش وہ بھاگ گیا ـــــ ـــــ بس مت رو میرے بالے (بچے کو چھوڑ دیتا ہے)

اشرف۔ (قریب آکر) کہو صادق کیا حال ہے؟

صادق۔(اٹھ کر) اچھا ہوں گریب پرور
اشرف۔ کاروبار کیسا ہے؟
صادق۔ اجی گجر ہو ہی جاتی ہے
اشرف۔ تمھیں بہت سا روپیہ دیدیا جائے تو کیا کروگے؟
صادق۔ اجی ہم کہاں کے بھاگوان ——کسی کے دئے سے پورا پڑے ہے۔
انور۔ سچ ہے۔
اشرف۔(نوٹ نکال کر) یہ پانسو روپیہ لو اور چاہے جیسا روزگار کرو۔
صادق۔ (مسکرا کر) حجور کا ہے کو مجاک کرتے ہو۔
اشرف۔ (سمجھاتے ہوئے) نہیں۔ نہیں ہم اسے واپس لے لیں گے تمھارے کام میں جب نفع ہو تو واپس کردینا(اشرف روپیہ زبردستی ہاتھ میں دے دیتا ہے۔ انور اور اشرف دونوں جانے لگتے ہیں۔ صادق ایک ہاتھ میں روپیہ لئے اور دوسرا ہاتھ دونوں کی طرف کئے منہ کھولے مبہوت کھڑا ہی کھڑا رہ گیا)

کو کبھی مہمان کو دیکھتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ دونوں غائب ہو جاتے ہیں)

صادق۔ (روپوں کو دیکھ کر) ہیں پانسو! ——— کیا وہ سچ مچ روپیہ دے گئے۔ ——— (روپوں کو دیکھتا ہے) دام کھرے ہیں۔ (آسمان کی طرف دیکھ کر ہاتھ اٹھاتے ہوئے) اے پالن ہار ——— تیرا لاکھ شکر ہے ——— اب روپیہ کھرچ کرنے کی کوئی بات سوچوں ——— کیا مصُوا (صادق کا چھوٹا لڑکا) کا بیاہ رچاؤں؟ ——— ابھی تو وہ ننھا ہے ——— کیا کوئی بڑا بیوپار کروں؟ ——— اجی یہ تو ہوتا ہی رہے گا جندگی کا کیا بھروسہ ہے ——— پہلے مصُوا کا بیاہ رچاؤں پھر بیوپار کروں ——— کل کو مر گئے تو ساری آرجو دل ہی میں رہ گئی ——— (بیٹے سے) ارے مصُوا تیرا بیاہ رچاؤں تو گھوڑا چڑھے گا؟

مصُوا۔ آں ——— گھوڑا چڑھوں گا (دوڑ کر لکڑی کا گھوڑا لا کر سواری کرتا ہے)

صادق۔ (ہنس کر) ارے نیچے، سچ مچ کا گھوڑا ———

(پردہ)

تیسرا منظر

(صادق کا مکان ——— شادی کی دھوم ہے۔ براتی جمع ہیں۔
صادق مشغول نظر آتا ہے۔ ایک مہمان داخل ہوتا ہے۔)

صادق۔ (استقبال کرتے ہوئے) آؤ جی آؤ ——— یہاں بیٹھ جاؤ
(مہمان حقہ پینے والوں کے پاس بیٹھ جاتا ہے)

پہلا مہمان۔ بھائی صادق کا دل ہے جو دھوم کی شادی رچائی ہے

دوسرا مہمان (کش لگا کر) بھائی کیوں نہ رچائے۔ روپیہ پیسہ ہاتھ کا میل ہے۔ کماتے اسی لئے ہیں کہ بال بچوں کی خوشی دیکھیں۔

منو۔ (داخل ہو کر) بابا ——— باجے والے کہتے ہیں پندرہ روپیہ سے کم پہ نہ آئیں گے اور وہ بھی آدھا روپیہ پہلے لیں گے۔

صادق۔ ارے دیوانے یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے۔ پندرہ نہیں بیس پر آجائیں گے (گانٹھ سے دس روپیہ گن کر دیتا ہے۔ لڑکا جانے لگتا ہے) اور سنیو ——— ذرا جلدی لانا۔

(مالی سہرا لے کر داخل ہوتا ہے)

مالی ۔ صادق میاں لیجئے دولھے میاں کا سہرا ۔

صادق (خوش ہو کر) بھائی کھُش رہو جلدی آئے ۔ (مقررہ روپیہ دیتا ہے ۔)

مالی ۔ صاحب کچھ انعام بھی دلوائیے ——— یہ خوشی کا وقت ہے ۔

پہلا مہمان ۔ جو ٹھیرایا تھا دے دیا ۔ اب کیا لینا دینا ہے ۔

دوسرا مہمان ۔ (کش لگا کر) اجی یہ مان کی بات ہے کھُشی کے کام ہیں ۔ لینا دینا تو ہوتا ہی ہے ۔

صادق ۔ لے بھائی تو بھی کھُش رہ (مزید روپیہ دیتا ہے)

منو ۔ (داخل ہو کر) بابا ۔ بینڈ باجے والے کہتے ہیں ۔ تیس روپیہ سے کم پر نہ آئیں گے !

پہلا مہمان ۔ اجی ہٹاؤ ۔ اپنا دیسی باجہ بس ہے ۔ کہاں کا بینڈ ۔

دوسرا مہمان ۔ صادق بھیا ——— چاہے اور کچھ نہ ہو مگر بینڈ باجہ ضرور ہو ——— اور تو اور وہ مراد شاہ نے جو اپنی بٹیا کا بیاہ رچایا تھا ۔ کیسے کیسے باجے تھے ۔

صادق۔ اجی منع کون کرے ہے۔ میں تو کہوں چار بچیرا اور آ جائیں۔
(روپیہ گن کر دیتا ہے)

پہلا مہمان۔ (دوسرے سے) اجی کھرچ کی بھی سوچی جاتی ہے اللہ رکھے
ابھی اور کام کاج ہیں۔

دوسرا مہمان۔ اجی کھرچ سسرے کا کیا ہے۔ اور کما لیں گے۔

صادق۔ (کش لگا کر) بھیا ملو (دوسرا مہمان) بات یوں ہے کہ میں
نے منوا کا بیاہ بس چلتا ہی کیا تھا ——— جندگی کا کیا
بھروسہ ——— مصوا کی ماں کہتی ہے چار پیسے لگا دو
——— سو میری بھی یہی رائے ہے

دوسرا مہمان۔ ہاں جی ریت کی بات ہے۔

منو (داخل ہو کر) بابا ——— وہ گھوڑے والا کہتا ہے پانچ
روپیہ لوں گا۔

دوسرا مہمان۔ گھوڑا کونسا ہے ؟

صادق۔ (کھڑے ہوتے ہوتے) وہی بھولا سنگھ کا۔

دوسرا مہمان۔ (جو صادق کا دوست ہے) اجی ہٹاؤ وہ بھی کوئی گھوڑا

ہے صادق بھائی وہ سرکاری گھوڑا منگوا لو ـــــ جائے
سے جائے دس روپیہ کھرچ ہوں گے۔

صادق۔ منوا کو ایک طرف لے جاکر بیٹے میرے پاس تو پانچ
روپلی رہ گئے ہیں یہ لے (دیتا ہے) اور تو میرے پاس
نبٹ چکا۔ تیری ماں نے پچاس بچا رکھے تھے اس سے
لے لیجیو۔

منّو اجی وہ موہن کہتا ہے کہ اپنے بابا سے کہیو سو ڈیڑھ سو کی
جرورت ہو تو ہم سے لے جائے۔

صادق۔ اب جبی تو کرنا ہوگا۔

(منّو جاتا ہے)

صادق (مہمانوں سے) ہاں صاحب گھوڑا آجائے گا۔ (باجے کی
آواز سنائی دیتی ہے) ارے اب آئے باجے والے ـــــ
اتنی دیر لگا دی۔ بھیا تو بیٹھے کیا ہو چلو دولھا میاں کو کپڑے
پہناؤ۔

(پردہ)

چوتھا منظر

(راستہ۔ صادق کے لڑکے کی برات راستے سے گذر رہی ہے برات کے ساتھ مختلف قسم کے باجے ہیں)

ڈراپ سین

دوسرا حصہ

پہلا منظر

(انور کا باغیچہ۔ فقیر کا لڑکا جس کا نام احمد ہے، زمین کھود رہا ہے تھکن دور کرنے کے لئے وہ تھوڑی دیر کے لئے بیٹھ جاتا ہے۔

احمد۔ (جلدی جلدی سانس لیتے ہوئے) کتنی ساری زمین کھودی اب ایک ٹکڑا اور ہی (پسینہ پونچھتا ہے) آہا کیسی ٹھنڈی ہوا ہے ——— میں کہاں گلیوں میں مارا پھرتا تھا ——— کیسی کیسی جھڑکیاں کھاتا تھا ——— سب کا بچا کھچا اور وہ بابو کا جھوٹا ——— اخ (بُرا منہ بناتا ہے) ——— کھڑے کھڑے پاؤں سن ہو جاتے تھے ——— اب دوڑتا ہوں ایسے جیسے نواب صاحب کا گھوڑا ——— وہ بابو صاحب تو پہلے دیکھتے ہی نہ تھے اب گھور گھور کر دیکھتے ہیں ——— خیر جی کام کرو (کدال اُٹھا کر زمین کھودتا ہے)

احمد۔ (کنکر پتھر الگ پھینکتے ہوئے) کیسی پتھریلی زمین ——— خیر جی

میرے پاس بھی کدال ہے (اب وہ تھکن دور کرنے کے لئے یہ
گیت گن گناتا ہے۔)

(پردہ)

احمد۔

(۱) باد و باراں کی بھی سہہ لوں گا میں ساری سختیاں
ہاں مشقت کو بھی خاطر میں نہ لاؤں گا گراں

(۲) گرمری ان کوششوں اور محنتوں کے فیض سے
ایک چھوٹا سا چمن پرواں چڑھے پھولے پھلے

منصور۔ (انور کا چھوٹا بیٹا داخل ہوکر) احمد بھیا یہ نظم لکھدو

احمد۔ مجھے کام کرنا ہے۔ میں اب نہیں لکھتا۔

منصور۔ (کدال پکڑ کر ضد کرتے ہوئے) نائی ــــ نائی ــــ میں
تو لکھوا لوں گا۔

احمد۔ اچھا اچھا کدال تو چھوڑ دو۔

منصور (بدستور ضد کرتے ہوئے) نائی ــــ نائی ــــ

احمد۔ اچھا ہم نظم اس وقت لکھدیں گے جب تم یہ روڑے پتھر

کنکر ایک ٹوکری میں ڈال کر گڈھے میں پھینک آؤ۔
(منصور کنکر پتھر گڈھے میں پھینکتا ہے)
منصور (کام ختم کرنے کے بعد) سب پھینک دئے اب لکھ دو
احمد۔ ایک گملے میں اور پانی دے دو بس ضرور لکھوں گا۔
منصور (پانی دیتے ہوئے مڑ کر) اچھی طرح لکھوا لوں گا (کام کرنے کے بعد) چلو اب لکھدو
احمد۔ کاغذ پنسل لاؤ۔

(منصور دوڑ کر کاغذ پنسل لاتا ہے)

منصور۔ لیجئے۔
احمد۔ (لکھتے وقت لفظوں کو الگ الگ ادا کرتا ہے۔)

باد و باراں
منصور۔ ماسٹر جی نے کہا تھا باد کا املا تو "غ" سے ہے۔
احمد۔ (مسکرا کر) وہ بعد تھوڑا ہی ہے یہ باد ہے اس کے معنی ہوا ہیں۔
(احمد جس وقت آخری شعر لکھتا ہے انور داخل ہوتا ہے)

انور ۔ (تعجب سے) کیا تم لکھنا بھی جانتے ہو !

(احمد شرم سے سر نیچا کر لیتا ہے)

انور ۔ دیکھوں کیسا لکھا ہے (غور سے دیکھتا ہے)

احمد بابو صاحب میں نے اُس دن آپ سے جھوٹ کہا تھا میرے باپ نے کہا تھا کہ بابو لوگ پوچھیں تو لکھنے پڑھنے کا حال نہ بتانا یہ نہیں تو روٹی کے ٹکڑے پر وہ مجھے رکھ لیں گے ۔ وہ چاہے جو باتیں کریں، بس "نہیں کہنا" بابو جی پیسہ دے دو ۔۔۔۔۔۔ میں تو تیسری جماعت میں پڑھتا تھا ۔

انور ۔ (خوش ہو کر) اگر میں تمھیں کچھ وقت کے لئے مدرسہ میں داخل کر دوں تو تم پڑھا کرو گے ؟

احمد ۔ (خوش ہو کر) میں پڑھا کروں گا ۔۔۔۔۔۔ منصور میاں کے ساتھ جایا کروں گا ۔

منصور ۔ (باپ کی طرف سر اونچا کرتے ہوئے) اور ابا جی یہ میرے ساتھ تیسری جماعت میں ہوں گے ۔

(پردہ)

دوسرا منظر

(انور کا ملاقاتی کمرہ۔ میز پر چند کاغذات ایک طرف رکھے ہیں اشرف
داخل ہوتا ہے۔)

اشرف۔ السلام علیکم انور صاحب

انور۔ وعلیکم السلام بھائی اشرف، آپ بمبئی سے کب واپس
ہوئے ہیں۔

اشرف۔ آج دوسرا دن ہے سنائیے لڑکے کا کیا حال ہے۔
بھیک مانگنے کا کونسا درجہ سکھا دیا؟

انور۔ اگر آپ اس کی کوششوں سے واقف ہوتے تو یہ سوال
نہ کرتے!

اشرف۔ اجی واقف ہو کر کیا کرتا۔ یہی ہوا ہو گا کہ پہلے بھیک
مانگنے میں وہ چار گھنٹے محنت کیا کرتا تھا اب باغیچہ میں
دو گھنٹے کے لیے گھاس کھودتا ہو گا۔

انور۔ جی نہیں آج کل وہ ایک مدرسہ میں ہے جہاں مزدوری

بھی کرتا ہے اور جماعت کے ساتھ پڑھتا بھی ہے۔ دیکھنے میں اب بھی کہتا ہوں کہ محنت ترقی کا زینہ ہے۔ بچے کے داخلے کے وقت بڑی دشواریاں پیش آئی تھیں لیکن بالآخر پرنسپل صاحب نے اس شرط پر داخلہ منظور کر لیا کہ وہ پڑھنے کے ساتھ ساتھ مدرسے کے کسی شعبہ میں کچھ کام بھی کرے۔

آج کل وہ مطبع میں کام کرتا ہے۔ پرنسپل صاحب کا خط آپ ملاحظہ فرما سکتے ہیں (کاغذات میں سے خط نکال کر پڑھتا ہے۔)

مکرم بندہ تسلیم

پچھلی خط وکتابت سے آپ اس نتیجہ پر پہونچ گئے ہوں گے کہ داخلے کے بارے میں جو کچھ رویہ ہم نے اختیار کیا وہ درست تھا، کتنے طالب علم ایسے ہیں جو داخلے کے وقت محنت کا وعدہ کرتے ہیں لیکن جب ان سے کام لیا جاتا ہے تو بس جان چُراتے ہیں خیال تو کیجئے مدرسہ اس لئے نہیں کہ یہاں اپاہجوں کی پرورش ہو۔ کاش ہم لوگ اس طرف توجہ کرتے ہیں

خوش ہوں کہ قوم ہمارے مدرسوں کو روپیہ دینے سے احتراز کرتی ہے تاکہ ہماری آنکھیں کھلیں اور ہم صحیح معنوں میں تعلیم جہالت اور بے روزگاری کے مسئلے کی طرف توجہ کریں اور آپ دیکھیں گے یہ ہو کر رہے گا۔

جیسا کہ آپ کو علم ہے عزیزی محمد احمد کو میں نے اسی شرط پر دارالاقامہ میں داخل کیا گیا تھا کہ وہ تین مہینے تک آزمائشی کام کرے مجھے خوشی ہے کہ وہ آزمائش میں پورا اترا ہے اُس کے لئے مزید سہولتیں بہم پہونچا دی گئی ہیں۔ بہر کیف عزیزی موصوف کی ترقی خود اس کے رویہ پر منحصر ہو گی۔

آپ کا خیر اندیش

پرنسپل مدرسہ اسلامیہ

اشرف۔ اجی یہی ہو گا کہ دوسرے مدرسے والے تو زیا بی۔اے بنا دیتے ہیں۔ یہ حضرت بی۔اے کے ساتھ ساتھ اچھا مزدور بھی بنا دیں گے ہم تب جانیں کہ اس مدرسہ سے نکلنے والے اپنے میں اتنی طاقت اور صلاحیت پیدا کریں کہ وہ دوسروں

کے بھی کفیل ہوں۔

انور۔ خیر میری اور آپ کی عمر نے وفا کی تو یہ سب کچھ دیکھ لیں گے ورنہ آنے والی نسلیں تو شاہد رہیں گی ——— ہاں تو صادق کا کیا حال ہے؟

اشرف۔ (جلدی سے) ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے۔ اس کا کاروبار تو کہیں سے کہیں پہنچ گیا ہوگا ——— چلئے آج اسی کے شہر میں چلتے ہیں۔

انور۔ واپسی کب تک ہوگی۔

اشرف۔ یہی کوئی دو دن میں۔

انور۔ بہتر

اشرف۔ (اٹھتے ہوئے) اچھا تو پھر میں تیار ہو کر آؤں

انور۔ اور چائے تو پی لیجئے۔ (آواز دیتا ہے) لڑکے! لڑکے

(پردہ)

تیسرا منظر

(صادق کا مکان۔ صادق بدستور چھتوں کی مرمت کر رہا ہے۔ انور اور
اشرف داخل ہوتے ہیں۔)

اشرف۔ (تعجب سے) صادق وہ پانسو روپیہ!

صادق۔ (کھڑا ہو کر) مائی باپ ——— میں جو کہوں گا تو آپ اکھین
نہ کریں گے۔

اشرف۔ (جلدی سے) کیا کسی کو سود پر دیا؟

صادق۔ حجور میں کھد کروج ہوں۔

اشرف۔ اس کو جانے دو ——— میں ان روپوں کا قصہ سُننا
چاہتا ہوں ——— جلدی بتاؤ۔

صادق۔ حجور مُصوا کا بیاہ کروایا تھا

اشرف۔ (غصہ میں جلدی جلدی) ہیں بیاہ وہ بھی اس ننھے بچے کا (بچے
کی طرف اشارہ کر کے) بیوقوف میں نے روپیہ اسی لئے دیا تھا ایسی نادانی!

انور۔ اس میں نادانی کی کیا بات ہے۔ کیا آپ نے اُسے روپیہ کے مصرف

کے متعلق کوئی تعلیم دی تھی۔ اسے محنت کرنی سکھائیے تربیت دیجئے تب اس سے کوئی توقع رکھئے۔

اشرف۔ (لہجہ بدل کر) انور صاحب ــــــ مجھے آپ کے اصولوں سے اتفاق نہیں یہ جو کچھ ہوا محض اس کی بیوقوفی اور نادانی تھی۔

انور۔ (سر ہلاتے ہوئے) اسی کا تو رونا ہے۔

اشرف۔ بات جاری رکھتے ہوئے۔ میں ایک اور آزمائش کے لئے مزید خرچ کرنے کو تیار ہوں (صادق سے) یہ پانسو روپیہ لو مگر خبردار ــــــ ہوشیاری سے ــــــ میں تم سے توقع رکھتا ہوں کہ جو میرے دل میں ہو گا وہی ثابت کروگے۔

صادق۔ حضور اس کا مطلب

اشرف۔ یعنی بہت بڑے مالدار۔

(دونوں جاتے ہیں)

صادق۔ (خوش ہو کر عجیب انداز سے) پھر مالدار ــــــ ارے منصوا ہم مالدار ــــــ تم مالدار ــــــ جگ مالدار ــــــ

(بچے کو پیار کرتا ہے)

(پردہ)

چوتھا منظر

(مطبع کا ایک حصہ۔ ایک طرف دستی پریس رکھا ہے جس میں احمد
ڈنڈا گھمانے کے فرائض انجام دے رہا ہے۔

احمد۔ (کام کا ایک حصہ ختم کرنے کے بعد ہاتھوں کو پھیلاتے ہوئے) کام
میں انہماک کیسی دلچسپی پیدا کرتا ہے ——— میں بیکار رہتا
تو کیا ہوتا ——— یہی کہ وقت کا کچھ حصہ گپ میں ختم ہو جاتا پھر
دردِ سر ——— سوءِ ہضمی، آنکھوں میں چکر آنے کا راگ ٹیوٹر
صاحب کے سامنے الاپتا۔

پریس مین۔ (لوگوں کو کام پر بلاتے ہوئے) چلو بھائی تیار ہیے
سنّو سُننے بھی ہے؟

سنّو۔ (چلم کا کش لگا کے کھانستے ہوئے) ابھی آو سے ہیں (دوسرا
کش لگا کر) بھیا جا بچہ کے (احمد کی طرف اشارہ کرکے) دم
لینے دو ——— تھک گیو ہے ——— ارے بھگوان رام
نام ست ہے۔

دوسرا مزدور۔ (سنّو سے) کیوں جی ——— ارے دوسرے مدرّ
کے بالک ڈولے ڈولے پھرے ہیں ——— کام کاج کچھو نائی
کریں ——— واکو کوئی پوچھن ہار ناہی؟
(ایک اور کش لگا کر) ارے بالک یا کے بارے میں داس کا کہین۔
اجگر کرے نہ چاکری پنچھی کرے نا کام
داس ملو کا کہہ گئو داتا سب کا رام
پریس مین۔ (آواز لگاتے ہوئے) او سلفے والی کے ———
کچھ سننے بھی ہے۔
سنّو۔ (اٹھ کر ساتھیوں کو لیتے ہوئے) چلو بھائی ——— نوکری
بھلی تو جگ بھلا۔

(احمد بدستور پریس پر کام کرتا ہی)

پریس مین۔ (کام کا کچھ حصہ ختم کرنے کے بعد) کیوں جی آج بچوں
میں بڑی دہوم ہی ——— بچے کہتے پھرے ہیں ——— "محمد احمد کو
صدر کا ووٹ دو ——— محمد احمد کو صدر کا ووٹ دو" اس کا
کیا مطلب ہے۔

سنّو۔ (سلفہ بھرتے ہوئے) جا کا مطلب یو ہے۔
پریس مین۔ (بات کاٹ کر) اسے سُننے بھی ہے
احمد۔ ہمارے مدرسے میں ایک پنچائت ہے۔ وہ پنچائت مدرسہ کے
کاموں میں بڑی مدد دیتی ہے۔ ہر سال اس میں نئے نئے لڑکے
کام کرتے ہیں۔ اس کا ایک صدر ہوتا ہے۔
سنّو۔ (سلفہ بھر کر) بالک کہیں وا کا صدر احمد میاں کو بناؤ؟
پریس مین۔ (خوش ہو کر) اور کیا یہی تو بات تو۔
سنّو۔ (خوشی میں کھڑا ہو کر چٹکی بجاتے ہوئے) جے مطلب ہے ــــــ
جے مطلب ہے ــــــ (ایک طالب علم داخل ہوتا ہے مزدور
اور پریس مین لڑکے کے گرد اشتیاق کے ساتھ جمع ہو جاتے ہیں۔
طالب علم (احمد سے) فکر نہ کیجیے بس نتیجہ کا انتظار ہے۔ سب کچھ ٹھیک ہو گیا ہے
سنّو۔ کیوں جی ہم مدد کر سکتے ہیں؟
طالب علم۔ کیوں نہیں۔ مگر فی الحال ہمیں کوئی فکر نہیں ہے۔
سنّو۔ (پہلے کی طرح چٹکی بجاتے ہوئے) جے مطلب ہے ــــــ
جے مطلب ہے۔ (اتنے میں لڑکوں کا ایک غول شور کرتے

ہوئے داخل ہوتا ہے)

طالب علم۔ محمد احمد۔

سب لڑکے۔ زندہ باد۔

سنتو۔ (اشتیاق سے) کا صدر ہو گیا۔

طالب علم۔ ہاں ہاں صدر ہو گئے۔

سنتو۔ (پہلے کی طرح چٹکی بجاتے ہوئے) جے مطبل ہے ——
جے مطبل ہے۔

(لڑکے محمد احمد کو ہار پہناتے ہیں)

طالب علم۔ محمد احمد۔

لڑکے۔ زندہ باد۔

طالب علم۔ بزم ادب

لڑکے۔ زندہ باد۔

ڈراپ سین

تیسرا حصّہ

پہلا منظر

(صادق کا مکان۔ صادق خوش و خرم نظر آتا ہے۔ سامنے حقہ رکھا ہے
صادق کا دوست داخل ہوتا ہے۔)

صادق کا دوست۔ سلام صادق چچا۔

(صادق حقہ پینے میں مشغول ہے)

دوست۔ (معنی خیز تبسم کے ساتھ) اب کاہے کو جواب دیں گے بھیا
گریبوں کو کون پوچھتا ہے۔

صادق۔ سلام جی۔ سلام۔ آؤ۔ آؤ۔ بھائی بڑے دنوں کے بعد آئے
کہو بجار کا کیا حال ہے۔

دوست۔ بھائی کچھ نہ پوچھو مٹی پلید ہے۔ محنت میں کچھ نہیں رکھا ہے
دن بھر محنت کرو تو چار چھ آنے مل جاتے ہیں۔

صادق۔ سچ ہے۔

دوست۔ اب تو کوئی ایسا دھندا کرنا چاہیے کہ دم کے دم میں مالدار

ہوجائیں ـــــــ ہمارے سامنے کی بات ہے وہ موہن کنجڑے کو دیکھو
کیا امیر بنا بیٹھا ہے پہلے پان بیچا کرے تھا پھر جو قسمت لڑائی تو
لڑ ہی گئی۔

صادق (سر ہلاتے ہوئے) سچ کہتے ہو۔

دوست۔ (کان میں) جو ہمت کرو تو یہ روپیہ بہت ہے۔

صادق۔ بھیا اس کام میں ایک ساتھی کی ضرورت تھی سو وہ تو تم مل گئے
ـــــــ اب یہ سوچنا ہے کہ شروع کس طرح کریں۔

دوست۔ (ہاتھ مار کر) اجی یہ بات ہم سے پوچھو۔ ہم نے تو بہت دنوں
سے ترکیب سوچ رکھی تھی پر یہ (ہاتھ سے روپوں کا اشارہ کرتے
ہوئے) نہیں تھا۔ اب تمہارے پاس یہ (ہاتھ سے روپوں کا اشارہ)
اور ہمارے پاس ترکیب ـــــــ سو دونوں برابر کے حصے دار۔

صادق۔ ہاں ہاں یہ تو ہو ئے گا ـــــــ بھلا شرط کیا چال چلیں؟

دوست۔ سنو آج کل یہاں "اساکوس" نجانے سسرا کچھ ایسا
ہی نام ہے ـــــــ سرکس آیا ہے۔ وہاں روج لاٹری پڑا کرے
ہے ـــــــ تم تو لاٹری سمجھتے ہونا ـــــــ

صادق۔ ہاں ہاں سمجھوں ——— میں اتنا بھی بے وکوف نائی۔

دوست۔ اس میں روج کسی کو سائیکل ملے ہے۔ کسی کو روپیہ کسی کو گاڑی ——— کسی کو گھوڑا۔

صادق۔ (خوش ہو کر ہاتھ ملاتے ہوئے) ہاں ہاں ایک تو یہ رہی

دوست۔ اور جو پانچ روپیہ کا ٹکٹ لیا تو موٹر کا نمبر ———

صادق۔ بھیا ملا ہاتھ پانچ گیا دس سئی۔

دوست۔ اور جو کئی آدمی مل کر روج تماشہ دیکھنے گئے تو کیا عجب کہ سارے انعام ہمیں ملیں۔

صادق۔ اجی مصوا کو سے جایا کریں گے، منوا کو سے جایا کریں گے۔

دوست۔ خیر یہ تو ہوئی سرکس کی بات ——— اب اور سُنو۔

(اس موقع پر صادق اُس کے قریب ہو جاتا ہی)

دوست۔ سٹے کا حال تو تم جانتے ہو۔

صادق ۔ ارے جانتا کیسے نہیں ——— اب دیکھیں کون مقابلہ کرتا ہے۔

دوست ۔ آج کل گھوڑ دوڑ ہونے والی ہے ۔ دو گھوڑے بھی جیت لیئے تو بیچاروں سے گھر آجائے گا۔

صادق ۔ (اچھل کر) بس بس بس (اٹھتے ہوئے) ... چلو سب کا صفایا کریں۔

(پردہ)

دوسرا منظر

(صادق کے مکان کی گلی ——— صادق سرکس اور سٹے بازی میں روپیہ برباد کر چکا ہے۔ اب وہ دروازے کے سامنے بیٹھا رو رہا ہے۔)

(روتے ہوئے) ہائے میرے دیا تے ——— اب بیٹے باجی نہ کریں گے ——— ارے تیرا ناس جائے رے

دوست (سمجھاتے ہوئے) گھبراؤ نہیں ——— یہ تو دوسروں

کا دیا ہوا روپیہ کھرچ ہوا ہے ـــــ میں کہیں سے
سو روپیہ اور ادھار لاؤں گا۔
(کسی قدر لہجہ بدل کر) ہائے ـــــ ہائے ـــــ
کہاں سے لاؤ گے۔
اجی اُسی موہن سے۔
(روتے ہوئے) ارے میں تو سَو روپے [illegible]
چکارے اُس سے۔

تیسرا منظر

انور کا ملاقاتی کمرہ۔ سامان کی ترتیب پہلے سے مختلف
اشرف داخل ہوتا ہے)
انور۔ (پہلے دیکھ کر) السلام علیکم اشرف صاحب۔
اشرف۔ وعلیکم السلام بھائی صاحب۔
انور۔ تشریف رکھئے (کرسی پیش کرتا ہے)

اشرف۔ (بیٹھتے ہوئے) جی ہاں بیٹھتا ہوں)
انور۔ کہیے اب تو دنیا بدل گئی ہے۔
اشرف۔ ہاں بدلتی رہتی ہے۔
انور۔ صاحب محمد احمد نے کمال کر دیا۔ خیال تو کیجیے فقیر کا لڑکا —— آپ کے سامنے کی بات ہے —— کس قدر زمین حاصل کر لی ... کیا باغ لگایا کھیتی باڑی الگ رہی وسیع احاطہ میں ضروری کارخانے ... پھر سب سے بڑی بات یہ کہ باغ کے ایک حصہ میں بچوں کا مثالی مدرسہ —— بچے کام کاج کرتے ہیں ... لکھتے ہیں ... پڑھتے ہیں —— غرض کہ بچوں کی چھوٹی سی دنیا قائم کر دی ہے —— پھر بھی کتنے نڈر دل —— اپنے بچوں سے خوب کام لیتا ہے —— محنت کرتے ہیں اور روٹی کھاتے ہیں —— پیسہ کسی کو نہیں دیتا اور کیوں دے؟ —— عیش اڑانے کے لیے (... محنت کرو اور روٹی کھاؤ۔
اشرف۔ ایسا ہی ہوتا ہے۔

انور۔ اب تو لوگ محمد احمد کے مدرسے اور کاروبار میں مدد
کرنا فخر سمجھتے ہیں۔

اشرف۔ افسوس ہے صادق نے میری منشار پوری نہ کی۔

انور۔ منشار کیسے پوری ہوتی ؟ یہ ممکن ہی کیوں کر تھا ؛
لیس للانسان الا ما سعی

(پردہ)

چوتھا منظر

محمد احمد کے کاروبار کا وسیع احاطہ ـــــ باغ کے ایک حصّے میں بچوں کا مثالی مدرسہ ـــــ دوسری طرف نجاری کا کارخانہ ـــــ تیسری طرف ابری سازی کا کام ـــــ ایک طرف بھک منگے کام کرتے ہوئے نظر آتے ہیں ـــــ وسط میں چند میز کرسیاں رکھی ہیں۔
ـــــ محمد احمد حسابات کی پڑتال کر رہا ہے۔ انور اور اشرف داخل ہوتے ہیں۔ محمد احمد تپاک سے دونوں کا خیر

مقدم کرتا ہے)

احمد۔ اشرف سے گلے ملتے ہوئے) اخاہ ——— بھائی صاحب بہت دنوں کے بعد تشریف لائے (پھر انور سے ملتا ہے)

انور۔ چلئے اشرف صاحب کو مدرسے اور کارخانے کی سیر کرالائیں۔

احمد۔ رجسٹر وغیرہ بند کرتے ہوئے) شوق سے (ایک طرف جاکر) دیکھئے یہاں نجاری کا کام ہوتا ہے۔ عام طور پر چوتھی جماعت سے لے کر چھٹی جماعت تک کے لڑکے کام کرتے ہیں اس وقت یہ اپنے مدرسہ کا فرنیچر تیار کر رہے ہیں (دوسری طرف جاکر) یہاں ہر قسم کی ابری بنائی جاتی ہے۔ شہر کے سب جلدساز یہیں سے خریدتے ہیں مگر کیا کریں پیداوار کم اور نکاسی زیادہ۔ (تیسری طرف جاکر) یہاں کچھ مزدور کام کر رہے ہیں۔ یہ وہی مزدور ہیں جو آج سے کچھ دن پہلے بھیک مانگا کرتے تھے۔ مگر اب کام کرتے ہیں ——— زیادہ خرچہ نہیں پڑتا ——— دال روٹی سب کو مل جاتی ہے۔ (گھنٹی بجنے

کی آواز سنائی دیتی ہے، لیجئے وہ گھنٹی بج رہی ہے لڑکے ہر جمعرات کو یہاں باغیچہ میں جمع ہوا کرتے ہیں ہفتہ بھر کی خبریں سناتے ہیں۔ مکالمہ ہوتا ہے۔ چیدہ چیدہ نظمیں پڑھتے ہیں آیئے ہم بھی وہیں بیٹھیں لڑکے جمع ہو جاتے ہیں اور نظمیں پڑھی جاتی ہیں۔

ایک طالب علم۔

۱۔ علم کی دولت کمالی جس نے وہ ہے مالدار
ہے یہ وہ دولت کہ ناممکن ہے دنیا سے شمار

۲۔ عزم جو کچھ ہو مگر وہ پختگی کے ساتھ ہو
جو ارادہ دل میں پیدا ہو نہایت پائیدار

۳۔ محنتیں ضائع نہیں جاتیں کسی کی اے عزیز
سب کی محنت کا صلہ دیتا ہے خود پروردگار

۴۔ بارآور کوششیں ہوتی ہیں ہر انسان کی۔
سینچتا ہے باغباں پودے تو آتی ہے بہار

۵۔ رات دن تو دیکھتا ہے کوششوں کا حاصل

پھونک کی محنت سے پگھلا تا ہے لوہے کو لہار

۶- تو جو چاہے میں بلا محنت کے کچھ حاصل کروں

غیر ممکن ہے یہ نشتر چاہے سر پٹکے ہزار

دوسرا طالب علم

۱- مجھے ایک ننھا سا لڑکا نہ سمجھو

مجھے اس قدر بھولا بھالا نہ سمجھو

۲- مجھے کھیلنے ہی کا شیدا نہ سمجھو

سمجھتے ہو ایسا۔ تو ایسا نہ سمجھو

۳- میں طاقت میں رستم سے بہتر بنوں گا

بہادر بنوں گا۔ دلاور بنوں گا

۴- میں پڑھ لکھ کے اک روز افسر بنوں گا۔

ارسطو بنوں گا۔ سکندر بنوں گا

۵- نہ میں دل دکھانے کی باتیں کروں گا

نہ ہرگز رُلانے کی باتیں کروں گا

۶۔ میں بلکہ ہنسانے کی باتیں کروں گا
دلوں کو ملانے کی باتیں کروں گا

کورس۔

۱۔ الٰہی ذرا شان وسعت دکھا دے
جہاں تک بڑھے میری قسمت بڑھا دے

۲۔ زبان دے تو ایسی، ہلا دوں جہاں کو
جو سوتے ہوؤں کو بھی یارب جگا دے

۳۔ جو مضمون لکھوں میں ہو فخرِ صحافت
جو سنگین دل ہوں انھیں بھی ہلا دے

۴۔ شجاعت ہو ایسی کہ کوہ گراں کو
ضرورت پڑے گر تو پیچھے ہٹا دے

۵۔ میں کام آؤں تو قوم کے کام آؤں

غریب اور بے کس کا حامی بنادے

۶۔ میں نشتر خدا کو خدا مانتا ہوں
جو چاہے تو بگڑی ہوئی کو بنادے

تیسرا طالب علم۔

۱۔ کاموں کا ایک پورا دفتر پڑا ہوا ہے۔
ایک ایک لمحہ کرکے دن بھی گذر رہا ہے

۲۔ یہ بھی تجھے ہے معلوم اب یا نہیں کبھی پھر
لیکن عجب تو یہ ہے پھر بھی تو سو رہا ہے

۳۔ وقت عزیز غافل ناحق تو کھو رہا ہے
اُٹھ اور کام کرلے اُٹھ اور کام کرلے

۴ محنت کے جو ہیں خوگر دنیا انھیں کا گھر ہے
ان کو نہ خوف کوئی ان کو نہ کوئی ڈر ہے

۵۔ دنیا میں وہ کہیں ہوں آرام سے رہیں گے

ہے عقل ان کی ساتھی اللہ راہبر ہے

۶۔ کاش تجھے بھی خواہش اقبال کی اگر ہو

اُٹھ اور کام کرے اٹھ اور کام کرے

(نظم کے آخری حصہ پر صادق فقیرانہ لباس پہنے آواز لگاتے

باغیچہ میں داخل ہوتا ہے۔ اشرف حیران رہ جاتا ہے۔)

انور۔ ارے، یہ تو صادق!

(صادق ایک طرف سے داخل ہو کر دوسری طرف سے چلا جاتا

ہے۔ اس کی صدا جاری رہتی ہے۔)

دے دے خدا کی راہ میں پیارے ہمت ہو گر دینے کی

ڈراپ سین

محمد عبدالغفار صاحب مدھولی
کے
دوسرے ڈرامے

قوم پرست طالب علم	۵ر
اسکول کی زندگی	۷ر
بچوں کا انصاف	۵ر
کایا پلٹ	۳ر
جھوٹا لڑکا	۴ر
چور لڑکا	۶ر

مکتبہ جامعہ
دہلی ۔ نئی دہلی ۔ لکھنؤ ۔ بمبئی ۳



DUE DATE

٣٣٠ | ٣١